سُورَةُ التَّكوِير

آيات ١٥ ـ ٢٩

فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ ۙ﴿۱۵﴾ الۡجَوَارِ الۡكُنَّسِ ۙ﴿۱۶﴾ وَالَّيۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ ۙ﴿۱۷﴾
وَالصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۙ﴿۱۸﴾ اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ ۙ﴿۱۹﴾ ذِىۡ قُوَّةٍ عِنۡدَ ذِى
الۡعَرۡشِ مَكِيۡنٍ ۙ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيۡنٍ ؕ﴿۲۱﴾ وَمَا صَاحِبُكُمۡ بِمَجۡنُوۡنٍ ۚ﴿۲۲﴾
وَلَقَدۡ رَاٰهُ بِالۡاُفُقِ الۡمُبِيۡنِ ۚ﴿۲۳﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الۡغَيۡبِ بِضَنِيۡنٍ ۚ﴿۲۴﴾
وَمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَيۡطٰنٍ رَّجِيۡمٍ ۙ﴿۲۵﴾ فَاَيۡنَ تَذۡهَبُوۡنَ ؕ﴿۲۶﴾
اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿۲۷﴾ لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّسۡتَقِيۡمَ ؕ﴿۲۸﴾
وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۹﴾ ع

آیات ۱۵ - ۲۹

• عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُورًا وَلَا نَجَاةً وَلَا بُرْهَانًا وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ۔ سنن دارمی و مسند احمد

• حضرت عبداللہ بن عمرؓو نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن آپ نے نماز کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا جو شخص اس کی حفاظت کرے گا وہ نماز اس کے لئے نور ہو گی اور برہان ہو گی اور قیامت کے دن جہنم کی آگ سے نجات کا ذریعہ ہو گی اور جو شخص نماز کی حفاظت نہیں کرے گا نماز اس کے لئے نور نہیں ہو گی نجات نہیں ہو گی اور برہان نہیں ہو گی اور قیامت کے دن وہ شخص قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔

آیات ۱۵ - ۲۹

- مجموعی طور پر ان ۱۵ آیات میں رسالت کا مضمون بیان ہوا ہے
- اگرچہ قرآن کی حقانیت اور اس کے لانے والے عظیم المرتبت فرشتے جبرئیل علیہ السلام کا تذکرہ بھی لیکن وہ بھی رسالت سے مربوط
- کچھ آفاقی اور کائناتی مظاہر بطور استشہاد (گواہی) کہ یہ قرآن عاملوں اور کاہنوں کی خرافات سے بالکل ایک مختلف چیز۔ اس کو ایک رسولِ کریم لے کے آئے ہیں اور آپ ﷺ کے قلبِ مبارک پہ نازل فرمایا
- تو تم اپنے طرزِ عمل پہ غور کرو ــــ کہاں جا رہے ہو اس کو جھٹلا کر

فَلَآ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ ۙ﴿۱۵﴾ الۡجَوَارِ الۡكُنَّسِ ۙ﴿۱۶﴾

فَلَآ - پس نہیں

اُقۡسِمُ - میں قسم کھاتا ہوں

بِالۡخُنَّسِ - پیچھے ہٹنے والوں کی خنَس: پیچھے ہٹنا

○ خانِس پیچھے ہٹنے والا خانِس کی جمع خُنَّس (پیچھے ہٹنے والے)

○ خَنَّاس -شیطان جو اللہ کا ذکر سن کر وسوسہ اندازی سے پیچھے ہٹ جاتا ہے

الۡجَوَارِ - چلنے والوں کی جَرَی یَجْرِي جاری ہونا، چلنا

○ جَارِيَة - چلنے والی ، اس کی جمع جوار

الۡكُنَّسِ - چھپ جانے والوں کی

فَلَآ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ ۙ﴿١٥﴾ الۡجَوَارِ الۡكُنَّسِ ۙ﴿١٦﴾

پس نہیں، میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹ جانے والے
(ستاروں) کی - چلنے والے، اور چھپ جانے والوں کی

But nay! I swear by the stars, that recede–
The stars which rise and set,

محمد اقبال

فَلَآ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ ۙ﴿۱۵﴾ الۡجَوَارِ الۡکُنَّسِ ۙ﴿۱۶﴾

- الخنس، الجوار، الکنس تینوں سے مراد ستارے ہیں۔ الخُنَّس وہ ستارے جو اپنے دورہ فلکی میں پلٹتے ہیں، الجَوَار جو چلتے ہیں اور الکُنَّس جو چھپتے ہیں ان آیات میں آسمانی فزکس Astrophysics کے بنیادی اصول
- اللہ نے ان طبیعاتی قوانین کی قسم اٹھائی جو ساری کائنات کی وسعتوں میں کارفرما ہیں۔ہر مخلوق ایک خنس اور ایک کنس کی حالت میں (زندگی و موت کیطرح)
- قسموں کا محل
  - کائنات کی پیدائش کے عظیم راز کا انسان کو احساس ہو جائے
  - اس بات کی یقین دہانی کے لیے کہ یہ قرآن پاک اور اس میں بیان کی گئی تمام باتیں، اصول، قانون، راز، ماضی، حال، مستقبل چاہے ان کا تعلق انسان کی ذات سے ہو یا کائنات سے ہو۔سب بالکل سچ ہیں۔

فَلَآ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ ۙ﴿۱۵﴾ الۡجَوَارِ الۡکُنَّسِ ۙ﴿۱۶﴾

○ قسموں کا محل

- **لا** کا تعلق مخاطب کے زعم اور وہم سے ہے۔ یعنی تم جو کچھ سمجھتے ہو، میں اس سے انکار کرتا ہوں اور اس کی نہایت محکم انداز میں تردید قسم کی صورت میں کر رہا ہوں۔
- ستاروں کی قسموں سے کس چیز کی تردید کرنا مقصود ہے؟
- کاہنوں کے الل ٹپ علم غیب کی بنیاد دو چیزوں پر تھی۔ ایک ان ستاروں کے **موثر بالذات** ہونے کے تصور پر
- دوسرے اس وہم باطل پر کہ آسمانوں کے اندر ایسے ٹھکانے ہیں جن میں بیٹھ کر جنات غیب کی باتیں سنتے اور پھر ان کو پہنچاتے ہیں۔

فَلَآ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ ۙ﴿۱۵﴾ الۡجَوَارِ الۡكُنَّسِ ۙ﴿۱۶﴾

قسموں کا محل

- ستاروں کی مذکورہ صفات کے حوالے سے قسمیں کھا کران دونوں باتوں کی تردید فرمائی گئی۔ یہ سمجھنا کہ ستارے مؤثر بالذات ہیں اور وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں یہ سراسر ایک وہم باطل ہے۔ ستارے اللہ تعالیٰ کے حکم سے طلوع ہوتے، اسی کے حکم سے غروب ہوتے، اسی کے مقرر کردہ طریقے کے مطابق فرائض بجالاتے۔ اور پھر اس طلوع و غریب میں اوقات کی ایسی پابندی کہ منٹ اور سیکنڈ کا بھی فرق نہیں
- قرآن کریم کے نزول سے آسمان کے قرب وجوار میں ایسے کوئی ٹھکانے نہیں ہیں جہاں سے جن تجسّسِ غیب کی کوشش کرسکیں

وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۙ﴿۱۷﴾ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۙ﴿۱۸﴾

وَالَّيْلِ - اور رات کی قسم

اِذَا - جب

عَسْعَسَ - وہ گزر جائے جب رات آنے والی ہو یا جانے والی ہو

○ عسْعَس آکے رخصت ہو جانا

وَالصُّبْحِ - اور صبح کی قسم

اِذَا - جب

تَنَفَّسَ - وہ سانس لے (یعنی روشن ہو)

وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۙ﴿۱۷﴾ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۙ﴿۱۸﴾

اور رات کی قسم جب ختم ہونے لگے
ور صبح کی قسم جب نمودار ہوتی ہے

And the night as it dissipates;
And the Dawn as it breathes away the darkness

وَ الَّيۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ ۙ﴿۱۷﴾ وَ الصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۙ﴿۱۸﴾

- "قسم ہے صبح کی جبکہ وہ سانس لے" ۔ ایک عمدہ تعبیر
- ایک زندہ بلکہ تابندہ انداز تعبیر ہے اور اس میں زیادہ اشاریت ہے۔ سپیدہ صبح گویا زندہ ہے اور سانس لے کر نمودار ہوتا ہے۔ روشنی گو صبح کی سانس ہے اور صبح کے وقت وحوش وطیور اور انسانوں کی حرکت اس کی علامت زندگی ہے
- میں یقین سے کہہ سکتا ہوں عربی زبان کے خوبصورت ترین اسالیب اظہار کے اندر سپیدہ صبح کی نمودار ی کے لئے کوئی ایسا خوبصورت فقرہ نہیں ہے۔ (ف ظ ق)

وَ الَّيۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ ۙ﴿۱۷﴾ وَ الصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۙ﴿۱۸﴾

- ”قسم ہے صبح کی جبکہ وہ سانس لے“ ۔ ایک عمدہ تعبیر
- صبح کو زندہ وجود سے تشبیہ دی کہ اس کے تنفس یعنی سانس لینے کی ابتدا طلوع سحر سے ہوتی ہے وہ تمام موجودات میں روح حیات پھونکتی ہے
- یہ قسم جس چیز پہ بطورِ شہادت لائی گئ ہے اگلی آیت میں اس کا تذکرہ
- وہ ہے قرآنِ کریم ۔ جس کی آمد سے اس کائنات میں اور خاص طور پر انسانی زندگی میں ایک نئ صبح طلوع ہو رہی ہے

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۙ﴿۱۹﴾ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۙ﴿۲۰﴾

اِنَّهٗ - بیشک یہ (قرآن)

لَقَوْلُ - یقینا ایک قول ہے

رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ - ایک عزت والے رسول کا (جبریل علیہ السلام)

○ رسول کریم سے یہاں مراد جبریلؑ ہیں

ذِيْ قُوَّةٍ - (جو) قوت والا ہے

عِنْدَ - پاس

ذِي الْعَرْشِ - عرش والے کے

مَكِيْنٍ - رتبے والا ہے

إِنَّهُۥ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝١٩ ذِى قُوَّةٍ عِندَ ذِى ٱلْعَرْشِ
مَكِينٍ ۝٢٠

یہ فی الواقع ایک بزرگ پیغام بر کا قول ہے - جو بڑا طاقتور
ہے عرش کے مالک کے نزدیک بڑے رتبہ والا ہے

Verily this is the word of a most honorable Messenger, - Endued with Power, with rank before the Lord of the Throne,

محمد اقبال

إِنَّهُۥ لَقَوۡلُ رَسُولٖ كَرِيمٖ ﴿١٩﴾

- یہ قرآن صاحب عزت اور عظیم بھیجے ہوئے (جبرائیل امین) کا کلام ہے جسے وہ خدا کی طرف سے اس کے پیغمبر کی طرف لایا ہے
- یہ ان لوگوں کا جواب ہے جو پیغمبر پر الزام لگاتے تھے کہ قرآن انہی کا بنایا ہوا ہے اور اس کو خدا سے منسوب کر دیا گیا ہے۔
- بعد والی آیت میں جبرائیل امین جو اس کو لانے پر مامور ہیں ان کے پانچ اوصاف بیان ہوئے ہیں جو در حقیقت ہر بھیجے جانے والے (پیامبر) کے لئے لازمی ہیں

1. پہلا وصف کریم ہونا ہے جو اس کے وجود کی قدر و قیمت کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور قیمتی وجود کا حامل ہے
2. دوسرا وصف - وہ صاحب قدرت ہے اور عرش والے خدا کی بارگاہ میں بلند مقام کا حامل ہے

ذِی قُوَّۃٍ عِنۡدَ ذِی الۡعَرۡشِ مَکِیۡنٍ ۙ﴿۲۰﴾

- ذی العرش اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ ہے

3. تیسرا وصف - ذی قوۃ (صاحب قدرت) کی تعبیر جبرائیل کے بارے میں اس بناء پر ہے کہ اس قسم کے عظیم پیغام کے حصول اور اس کے باریک بینی پر مبنی ابلاغ کے لئے بڑی قدرت و توانائی کی ضرورت ہے

- اصولی طور پر ہر رسول کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی رسالت کے حدود میں صاحب قدرت ہو اور بالخصوص ہر قسم کی فراموشی سے مبرا ہو جو ابلاغ کی راہ میں حائل ہو۔

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيۡنٍؕ ﴿۲۱﴾ وَمَا صَاحِبُكُمۡ بِمَجۡنُوۡنٍۚ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدۡ رَاٰهُ بِالۡاُفُقِ الۡمُبِيۡنِۚ ﴿۲۳﴾

مُّطَاعٍ - اس کی اطاعت کی جاتی ہے

ثَمَّ اَمِيۡنٍ - وہیں امانتدار (بھی) ہے

وَمَا - اور نہیں ہیں

صَاحِبُكُمۡ - تمہارے صاحب (رفیق) (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

بِمَجۡنُوۡنٍ - مجنون

وَلَقَدۡ - اور یقیناً

رَاٰهُ - وہ دیکھ چکے ہیں اس کو (جبریلؑ کو)

بِالۡاُفُقِ الۡمُبِيۡنِ - کھلے آسمان کے کنارے پر

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیۡنٍؕ ﴿۲۱﴾ وَ مَا صَاحِبُکُمۡ بِمَجۡنُوۡنٍۚ ﴿۲۲﴾
وَ لَقَدۡ رَاٰہُ بِالۡاُفُقِ الۡمُبِیۡنِۚ ﴿۲۳﴾

وہاں اُس کا حکم مانا جاتا ہے، (اور) امین بھی ہے
اور (اے اہل مکہ) تمہارا رفیق مجنون نہیں ہے
اُس نے اُس پیغام بر کو روشن افق پر دیکھا ہے

With authority there, (and) faithful to his trust. And (O people!) your companion is not one possessed; And without doubt he saw him in the clear horizon.

محمد اقبال

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيۡنٍؕ ﴿۲۱﴾ وَمَا صَاحِبُكُمۡ بِمَجۡنُوۡنٍۚ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدۡ رَاٰهُ بِالۡاُفُقِ الۡمُبِيۡنِۚ ﴿۲۳﴾

4. چوتھا وصف - وہ فرشتوں کا فرمانروا اور مطاع ہے

5. پانچواں وصف ۔ امین ، ثَمَّ کی تعبیر جو اشارہ بعید کے لئے استعمال ہوتی ہے اس حقیقت کی طرف اشارہ کہ وحی الٰہی فرشتوں میں موجب اطاعت ہے اور ان تمام چیزوں سے قطع نظر پیام الٰہی کے ابلاغ مَیں انتہائی امین ہے

- جبرائیل امین قرآن کی آیات کے پہنچانے کے سلسلہ میں فرشتوں کے ایک عظیم گروہ کے ہمراہ آتے تھے اور یقینا ان کے درمیان مطاع تھے ، یعنی سب فرشتے ان کی اطاعت کرتے تھے اور ایک رسول و سفیر کیلئے ضروری ہے کہ اس کے تمام ہمراہ اس کی اطاعت کرتے ہوں

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۚ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۚ ﴿٢٣﴾

- اس ناروا نسبت کی نفی جسے اہل مکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کرتے
- تمہارا صاحب دیوانہ نہیں ہے۔ "صاحب" کی تعبیر ہمیشہ ساتھ رہنے والے رفیق، دوست اور ہم نشین کے معنی میں ہے
- آپؐ نے سالہا سال تمہارے درمیان گزارے اور تمہارے ہم نشین رہے ہیں اور تم نے انہیں عاقل وامین دیکھا ہے اور سمجھا ہے، تو اب کس طرح ان کی طرف جنون کی نسبت دیتے ہو سوائے اس کے کہ وہ بعثت کے ساتھ ایسی تعلیمات اپنے ہمراہ لائے ہیں جو تمہارے تعصّبات، ہوا و ہوس اور اندھی تقلید کے ساتھ سازگار نہیں ہیں۔
- اس خیال سے کہ تم اپنے آپ کو ان کے قوانین اور احکامات کی اطاعت سے بچائے رکھو، اس قسم کے الزامات ان پر لگاتے ہو

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾

- آپ ﷺ کے جبرئیل امین سے ربط کی تاکید کے لئے فرمایا اس نے یقینی طور پر جبرائیل کا واضح اور آشکار افق میں مشاہدہ کیا ہے
- افقِ مبین سے مراد فضائے آسمانی کا وہ حصہ ہے جو نظر کے بالکل سامنے ہوتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام اس فضاء میں اپنی اصلی شکل میں ظاہر ہوئے اور آنحضرت ﷺ نے انھیں دیکھا۔اور سورۃ نجم میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دوسری دفعہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا جس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔
- جس رسول کے مشاہدات کا یہ عالم ہو، تم اس پر جنون کی تہمت رکھتے ہو اور کبھی اسے کاہنوں سے تشبیہ دیتے ہو۔کیا دنیا میں عقل اور انصاف بھی کوئی چیز ہیں یا نہیں؟

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۚ ﴿٢٤﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۙ ﴿٢٥﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ؕ ﴿٢٦﴾

وَمَا هُوَ - اور نہیں ہے وہ

عَلَى الْغَيْبِ - غیب (بتانے) پر

بِضَنِينٍ - بخل کرنے والا

○ ضَنَّ کسی پسندیدہ اور مرغوب شے سے بخل کرنا

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ - اور نہیں ہے یہ قول

شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ - کسی مردود شیطان کا

فَاَيْنَ - پھر کہاں

تَذْهَبُوْنَ - (بھٹکے) جاتے ہو تم

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۚ ﴿٢٤﴾
وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۙ ﴿٢٥﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ؕ ﴿٢٦﴾

اور وہ غیب (کے اِس علم کو لوگوں تک پہنچانے) کے معاملے میں بخیل نہیں ہے - اور یہ کسی شیطان مردود کا قول نہیں ہے- پھر تم لوگ کدھر چلے جا رہے ہو؟

And he is not niggardly of the Unseen
Nor is it the word of an evil spirit accursed.
Where then are you going?

محمد اقبال

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿٢٤﴾

- آپ ﷺ پر جو کچھ نازل ہوتا ہے وہ شریعت کے احکام ہوں یا عالم غیب کے حقائق، اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا بیان ہو یا فرشتوں کی تفصیلات یا زندگی بعدالموت، قیامت اور آخرت اور جنت اور دوزخ کے بارے میں انکشافات ہوں یا گزشتہ قوموں کے حالات یا آنے والے حالات کے بارے میں پیشگوئیاں، آپ ان میں سے کسی بات کو چھپا کر نہیں رکھتے۔ ہر چیز بے کم وکاست بیان کر دیتے ہیں۔
- یہ ان کے منصب کے فرائض میں سے ہے جسے وہ کما حقہٗ پورا کر رہے ہیں

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿٢٥﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿٢٦﴾

○ قریش کے پروپیگنڈے کا مزید جواب

- ○ تمہارا یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ محمد ﷺ کاہن ہیں اور قرآن کسی مردود شیطان کا کلام ہے، جسے وہ محمد ﷺ کو سکھاتا رہتا ہے
- ○ شیاطین تو جھوٹے اور گناہ گار لوگوں پر نازل ہوتے ہیں۔ یہ الصادق الامین پر کیسے نازل ہو سکتے ہیں
- ○ شیطان کا کام انسان کو شرک میں ملوث کرنا اور بت پرستی کی تعلیم دینا ہے وہ انسان کو ترغیب دیتا ہے کہ وہ شتر بے مہار بن کر زندگی گزارے۔ وہ ہر ظلم اور بداخلاقی کو مزین کرکے لوگوں کے دلوں میں اتارتا ہے۔
- ○ آپؐ تو توحید، عدل و تقویٰ اور اخلاق فاضلہ کی تعلیمات لانے والے۔ جس میں عقل کی رتی بھی ہے اسے سوچنا چاہیے کہ آخر اس الزام میں کتنا سچ ؟

اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿۲۷﴾ لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّسۡتَقِيۡمَ ؕ﴿۲۸﴾

اِنۡ هُوَ - نہیں ہے وہ (قرآن)

اِلَّا ذِكۡرٌ - مگر ایک نصیحت

لِّلۡعٰلَمِيۡنَ - تمام جہانوں کے لئے

لِمَنۡ شَآءَ - اس کے لیے جو چاہے

مِنۡكُمۡ - تم میں سے

اَنۡ - کہ

يَّسۡتَقِيۡمَ - وہ سیدھی راہ پر رہے

اِنۡ جب اِلَّا کے ساتھ آتا ہے تو نفی کے معنی دیتا ہے

اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿۲۷﴾ لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ
يَّسۡتَقِيۡمَ ؕ﴿۲۸﴾

یہ (قرآن) تو سارے جہان والوں کے لیے ایک نصیحت ہے
تم میں سے ہر اُس شخص کے لیے جو راہ راست پر چلنا چاہتا ہو

Verily it is naught but a reminder unto all beings,
Unto whomsoever of you wills to walk straight.

محمد اقبال

اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۙ ﴿۲۷﴾ لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّسۡتَقِيۡمَ ؕ ﴿۲۸﴾

- قرآن کریم سب جہان والوں کے لیے نصیحت بن کر آیا ہے۔ عرب و عجم اور گورے اور کالے سب کیلیئے۔ لیکن اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی اپنے اندر اس کا احساس، اس کی چاہت اور اس کی امنگ پیدا کرے
- اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعے اپنی کتاب اتار کر ہمارے لیے راستہ کھول دیا ہے۔ لیکن اس کے لیے دل کھولنا ہماری اپنی ذمہ داری ہے
- اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ اس کو لوگوں کے دلوں میں اتارے۔ جو سیدھی راہ چلنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا۔ اور جو کج روی اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اس کے انجام کے حوالے کر دے گا۔

وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾

وَ مَا - اور نہیں

تَشَآءُوْنَ - تم چاہ سکتے

اِلَّآ - مگر

اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ - یہ کہ چاہے اللہ

رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ - جو تمام جہانوں کا رب ہے

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۲۹ ع

اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک اللہ
رب العالمین نہ چاہے

But you shall not will except as Allah wills,- the Cherisher of the Worlds.

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۹﴾

- ہدایت وضلالت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا قانون
- اللہ ہدایت کی توفیق ان لوگوں کو بخشتا ہے جو اس کے طالب بنتے ہیں، اپنے صلاحیتیں اس کے لیے صرف کرتے اور اللہ سے اس کی توفیق مانگتے ہیں
- جو لوگ اندھے بہرے بن کر زندگی گزارتے ہیں اور اتباعِ نفس ان کا طرز عمل بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ان کی پسندیدہ راہ پر چلنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ اور بجائے انھیں روکنے کے ان کے لیے آسانیاں پیدا کرتا چلا جاتا ہے
- یہاں بھی یہی فرمایا گیا ہے کہ تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہے۔ یعنی جب تک تم اس سے وہ توفیق نہ مانگو اور وہ توفیق تمہیں عطا نہ کردے اس وقت تک تم ہدایت نہیں پا سکتے۔